

قراءات کی حجیت، اہمیت اور اُمت کا تعامل

قرآن کریم کی ابتدائی کتابت عہد نبوی میں مکمل ہو چکی تھی۔ تدوین عہد صدیق رضی اللہ عنہ و عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں ہوئی، عرب قبائل اپنے لب و لہجہ کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت اور تعلیم و تبلیغ کرتے رہے، زیاد ابن امیہ رضی اللہ عنہ [۵۲مھ / بمطابق ۶۷۲ء] کے حکم پر ابوالاسود دؤلی رضی اللہ عنہ [۶۹مھ / بمطابق ۶۸۸ء] یا اس کے شاگرد نصر بن عاصم رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کے متن پر اعراب و نقاط لگائے اور پانچ پانچ دس دس آیات پر نشانات لگوائے۔^① عبداللہ بن زیاد رضی اللہ عنہ [۶۹مھ / بمطابق ۶۸۸ء] والی بصرہ نے اپنے کاتب یزید الفارسی رضی اللہ عنہ سے حروف پر کامل اعراب و جزام لگوائے، کوفہ کے گورنر حجاج بن یوسف رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کو سات حصوں میں تقسیم کیا۔^② اسی زمانہ میں آیات کے درمیان میں وقف و صل،^③ اور آیات کی نمبرنگ کی گئی^④ اور رسم قرآنی کی تعیین پر جو کہ عہد عثمانی میں منظر عام پر آ چکی تھی، مختلف کتابیں تصنیف کی گئیں۔^⑤ قرآن کریم دنیا کی واحد آسمانی کتاب ہے جس کے نازل کرنے والے نے خود ہی اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾^①

اور یہ حفاظت ہر زاویہ سے تھی، خواہ اس کا تعلق قرآن کریم کے متن سے ہو یا معنی و مفہوم سے، فہم قرآن کو آسان و عام فہم بنانے کے لئے عربوں کو مختلف لہجوں میں تلاوت کی اجازت دی گئی، اور کیوں نہ دی جاتی، جب آپ ﷺ کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾^②

ہر زاویہ سے رحمت ہیں، تعلیم و تعلم کا میدان ہو یا معیشت و معاشرت کا، میدان رزم ہو یا یزم، جلوت ہو یا خلوت ہر پہلو سے یسر و اور بشر و ان کی تعلیم دی گئی، اور قرآن کریم کی مختلف لہجوں میں تلاوت کی اجازت دی گئی۔

جاہل لکھتے ہیں:

”والذین بعث فیہم اکثر ما یعتمدون علیہ البیان واللسان“^③

آپ ﷺ ایسی قوم میں بھیجے گئے، جن کے ہاں کمال کا معیار بلاغت و فصاحت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر جو کتاب نازل کی وہ فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے، جو کلمات آپ ﷺ کی زبان مبارک سے آدا ہوئے (حدیث نبوی ﷺ) وہ ادب کا شاہکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی صاحب زبان ادیب و شاعر نے آپ کے کلام میں کوئی عیب نہیں نکالا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ مختلف لہجوں پر حاصل عبور پر حیرت تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: «أَدْبَنِي رَبِّي فَأَحْسِن تَأْدِيبِي» ”یعنی خدا کی جانب سے

* پرنسپل: قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج، لیاقت آباد، چیف ایڈیٹر: علوم اسلامیہ انٹرنیشنل

بطور معجزہ مختلف عرب لہجوں پر مجھے عبور عطا کیا گیا تھا۔“

آپ ﷺ ہر قبیلہ والے سے اسی کے لہجہ میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ⑩ قرآن کا معیاری لہجہ اور رسم الخط لغت قریش سے متعین کر دیا گیا، لیکن عرب قبائل کو اجازت دے دی گئی کہ وہ اپنے اپنے لہجہ میں تلاوت کر سکتے ہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے آج کے دور میں اردو زبان جب لکھی جاتی ہے تو دہلی کی ٹیکسالی زبان میں لکھی جاتی ہے، لیکن بولنے میں مختلف لہجے اختیار کئے جاتے ہیں، مثلاً معیاری جملہ ہے آپ کہاں جا رہے ہیں؟ اسے اردو کے مختلف لہجوں میں مختلف انداز میں ادا کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہاں جاؤ، کہاں جا رہا ہے؟ تم کہاں جا رہے ہو؟ لیکن اس لہجہ کے ادا کرنے والے بھی جب لکھتے ہیں تو اس طرح نہیں لکھتے، یہی صورت مختلف قراءت کی ہے۔

فن قراءات بر تصانیف

فن قراءات ایسا موضوع ہے جس پر تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف کے حوالہ سے پہلی صدی ہجری سے عہد حاضر تک کوئی عہد خالی نہیں رہا ہے۔

عہد نبوی ﷺ ہی میں مختلف قراءات کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ باہمی اختلاف کی صورت میں آپ ﷺ رہنمائی فرما دیتے کہ دونوں کی تلاوت درست ہے، بعد میں اہل علم نے دیگر فنون کی طرح بحیثیت فن کے مختلف قراءات کی جمع و تدوین کا آغاز کر دیا تھا، یہ قراءات پہلے تفسیر قرآن کریم کا حصہ تھیں، بعد میں مستقل کتابوں کی شکل اختیار کر گئیں۔

❁ ابو عبیدہ قاسم بن سلام ؓ کی فضائل القرآن

❁ یحییٰ بن العمیر ؓ [۸۹ھ مطابق ۷۰۷ء] کی کتاب القراءات

❁ عبد اللہ بن عامر البیہقی ؓ [۱۱۸ھ مطابق ۷۳۶ء] کی کتاب اختلافات مصاحف الشام

والحجاز والعراق

❁ العاصم ؓ کی الجمع

❁ محمد بن عبد الرحمن بن محیسن ؓ [۱۲۳ھ مطابق ۷۴۰ء] کی اختصار فی القراءة علی مذاہب العربیہ

❁ عیسیٰ بن عمر الثقفی ؓ [۱۴۹ھ مطابق ۷۶۷ء] کی کتاب اختیار

❁ علی بن عساکر ؓ [۲۵۵ھ مطابق ۸۷۰ء] کی کتاب الخلاف بین قراءۃ عبد اللہ بن عامر و بین

قراءت ابی عمرو بن العلاء وغیرہ

جزری ؓ کے مطابق ابتدائی مصنفین میں ابو جعفر طبری ؓ اور ابو حاتم السجستانی ؓ بھی شامل ہیں۔ ⑪

اسی طرح جن شخصیات نے فن قراءات کو فروغ دیا، ان کی تدریسی و تصنیفی خدمات پر مختلف ناموں سے مستقل تصانیف مرتب کی گئیں، جس میں ابن الجوزی ؓ کی غایۃ النہایہ فی طبقات القراء، مولانا فتح محمد پانی پتی ؓ کی مقدمہ عنایات رحمانی، مولانا ابوالحسن اعظمی ؓ کی مقدمہ علم قراءت و قراء سبعہ اور دارالعلوم دیوبند و خدمات تجوید و قرأت ⑫ کرنل مرزا بک اللہ بیگ ؓ کی تذکرہ قاریان ہند وغیرہ، امت

حجیت قراءات، اہمیت و تعامل امر
کے تعامل و توازن کو ثابت کرتا ہے۔

آج بھی برصغیر کے ہر بڑے مذہبی ادارے مثلاً دارالعلوم دیوبند، جامعہ ڈابھیل، وغیرہ میں قراءت سبعہ کی درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے، اس فن پر بلا مبالغہ کئی ہزار کتب اور ان کی شروحات مختلف زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں، میرے اندازہ کے مطابق تقریباً پچاس قرآنی نسخوں پر مختلف ادوار میں قراءت سبعہ و عشرہ حواشی پر تحریر کی جا چکی ہیں، یہ نسخے آج بھی مطبوعات و مخطوطات کی صورت میں محفوظ ہیں، البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس موضوع پر زیادہ مواد عربی میں ہے، مثلاً احمد بن محمد البناء رحمہ اللہ کی اتحاف فضلاء البشر بالقرأت الأربعة عشر (دو جلد) ڈاکٹر محمد سالم رحمہ اللہ کی المغنی (تین جلدیں)، الدكتور احمد مختار عمر رحمہ اللہ کی معجم القراءات القرآنیۃ (پانچ جلدیں)، ابی محمد کی رحمہ اللہ کی کتاب الكشف عن وجوه القراءات (دو جلد)، محمد بن الجوری رحمہ اللہ کی كشف النظر (تین جلدیں)، حجیت قراءات پر مختلف کتب کے ساتھ مستقل مضامین بھی لکھے گئے ہیں، مثلاً صہیب احمد میر محمدی رحمہ اللہ کی دفاعاً عن قراءات المتواترہ، جبیرۃ الجراحات فی حجیۃ القراءات، مکتبۃ بیت السلام الرياض، ابی الفتح ابن جنی رحمہ اللہ کا مضمون المحتسب فی تبیین وجوه شواذ القراءات والابضاح عنها (مجمع دمشق ج ۳۲، ۱۹۶۷-۱۹۶۸ء) احمد صہیف الجنانی رحمہ اللہ کا مضمون انتصار قراءۃ ورش (الرسالة الإسلامية) (ع ۱۱۲، ۱۳۹۸ھ) سہج حمزہ حاکمی رحمہ اللہ کا مضمون حجة القراءات لابن زنجلة (مجمع دمشق ج ۱۵۶، ۱۹۸۱ء) عبدالرحمن السید رحمہ اللہ کا مضمون گولڈزیہر اور قراءات (المربدس ۱ ع ۱۹۸۱ء) عبدالعال سالم مکرم رحمہ اللہ کا مضمون حول نسبة کتاب الحجة فی القراءات السبع لابن خالویۃ (اللسان العربی ج ۹، ۱۹۷۲ء) وغیرہ

تعارف فن قراءات

قراءات کی جمع قراءات ہے، یعنی مختلف قراءتیں، قراءات اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن کے ناقلین کا وہ اتفاق اور اختلاف معلوم ہو جو نبی کریم ﷺ سے سن لینے کی بنا پر ہے، نہ کہ اپنی رائے کی بنا پر ۱۰ قراءات کا موضوع کلمات قرآنی ہیں، جس سے تحریف و تغیر اور غلطی سے محفوظ رہا جاتا ہے۔ اسی لئے اس کا سیکھنا اور سکھانا واجب الکفایہ ہے۔ ۱۱

جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

«أُنزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ» ۱۲

”یعنی قرآن کریم سات احرف کی صورت میں نازل کیا گیا ہے۔“

قرآن کریم اس وقت جس رسم خط میں شائع ہوتا ہے یہ توثیقی اور سماعی ہے، آپ ﷺ کے حکم و املاء سے ثابت و منقول ہے اور لوح محفوظ کی ہیئت کتابت اور رسم خط کے مطابق منزل من اللہ ہے۔ اس میں کسی رائے اور قیاس کو دخل نہیں ہے، اس کی اتباع لازم اور مخالفت حرام ہے۔ ۱۳ رسم خط کی بنیادی طور سے ۱۲ قسمیں شمار کی گئی ہیں۔ ۱۴ یہی وجہ ہے ہندی انگریزی یا کسی اور رسم خط میں قرآن کریم لکھنا ناجائز ہوگا۔ ۱۵ ان زبانوں کے حروف بجا بھی عربی سے جدا ہیں۔

مفہوم سبۃٴ آرف

آرف حرف کی جمع ہے، حرف لغت میں تین معنی میں مستعمل ہے، قرآن کریم میں کبھی حد، طرف اور جانب کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔^① کبھی انحراف کے معنی میں^② اور کبھی قدرت علی الفعل کے معنی میں۔^③ سبۃ کے مفہوم میں بہت زیادہ اختلافات منقول ہیں، چالیس سے زیادہ اقوال ہیں، بعض مستقل تصانیف اس پہلو پر تحریر کی گئی ہیں۔

- ایک رائے ہے قرآن کریم کا ہر کلمہ سات طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔^④
- دوسری رائے ہے سبۃ کا لفظ قرآن کریم میں کثرت کے اظہار کے لئے آیا ہے، کسی مخصوص عدد کے لئے نہیں۔^⑤

- تیسری رائے ہے اس سے احکام سبۃ مراد ہیں۔
- چوتھی رائے ہے اس سے زجر و امر حلال و حرام اور محکم و متشابہ مراد ہے۔
- پانچویں رائے ہے وعدہ و وعید حلال و حرام مواعظ و امثال و احتجاج مراد ہے۔
- چھٹی رائے ہے مراد سات لغات ہیں، یعنی مختلف قبائل کی سات لغات۔
- ساتویں رائے ہے اس سے عربوں کے سات لہجے مراد ہیں۔^⑥
- آٹھویں رائے ہے کہ سات مشہور قرآنی قراءتیں مراد ہیں۔^⑦

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے تیس سال اس مسئلہ پر غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس سے مراد تمام قراءتوں میں سات طرح کے اختلافات مراد ہیں اور یہ اختلاف

(۱) یا تو حرکات کا ہے

(۲) یا صرف معنی میں تبدیلی کا ہے

(۳) یا حروف میں ایسی تبدیلی کا ہے جس سے معنی میں تبدیلی نہ آئے

(۴) یا حروف میں ایسی تبدیلی کا ہے جس سے معنی میں تبدیلی آئے۔

(۵) یا معنی اور صورت دونوں میں تبدیلی آئے

(۶) یا تقدیم و تاخیر کی تبدیلی

(۷) یا الفاظ میں کمی و بیشی ہو جیسے اوصیٰ اور وصیٰ^⑧

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی اس رائے پر اکثر اہل علم کا اتفاق ہے۔

لیکن ایک اور نکتہ پر اختلاف ہے کہ سات لہجوں میں تلاوت کی اجازت ہمیشہ کے لئے تھی یا فقط عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک کے لئے تھی، بعض کی رائے ہے جس میں امام طبری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں کہ مصنف عثمانی کے بعد اب چھ حروف ختم ہو گئے، فقط ایک پر تلاوت باقی رہ گئی ہے، لیکن پھر سوال پیدا ہوا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو چھ قراءت ختم کرنے کا اختیار تھا؟ طبری رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ سات قراءت میں تلاوت کی اجازت ابتدائی عہد میں لوگوں کی آسانی کے لئے دی گئی تھی، یہ لازمی نہیں تھی، لیکن جب یہ اختلاف قراءت امت کے اختلاف کا سبب بننے لگا تو فقط ایک لغت قریش پر قرآن کو باقی رکھا۔^⑨

حجیت قراءات، اہمیت و تعامل امہ

دوسری رائے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علماء کی ہے کہ ساتوں قراءات مصحف عثمانی میں موجود ہیں اور ان پر صحابہ کا اجماع ہے، مصحف عثمانی اسی مصحف کی نقل ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا، لہذا ساتوں قراءات میں پڑھنے سے منع کرنا جائز نہیں ہوگا۔^⑤ اس کی تائید قرآن و حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

سات حروف میں نزول قرآن کی حکمت

ذاکر محمد سالم لکھتے ہیں:

- ① اس کی پہلی حکمت یہ ہے کہ اُمت میں بچے، بوڑھے، ضعیف سب ہیں، ان کی آسانی کے لئے اجازت دی گئی۔
- ② مختلف لہجوں میں قرآن کی تلاوت یہ قرآن کا اعجاز ہے۔
- ③ اُمت کو لغت قریش پر جمع کر دیا کہ یہ معیاری لہجہ و رسم خط ہے، قرآن ہمیشہ اسی پر لکھا جائے گا، لیکن ہر قبیلہ کے لب و لہجہ کو بھی عزت دینے اور محفوظ رکھنے کے لئے اجازت دے دی گئی کہ ان کے لہجہ میں بھی تلاوت کی جاسکتی ہے۔
- ④ دلائل نبوت میں ایک دلیل و معجزہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قبیلہ سے اس کے لہجہ میں بات کر لیا کرتے تھے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے، یہ معجزہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے قرآن کریم کی صورت میں زندہ و پائندہ ہے۔^⑥

حجیت قراءت قرآن و حدیث کی روشنی میں:

قرآن کے مخاطب صرف قریش یا عرب قبائل نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی ساری نسل انسانیت ہے اس لئے قرآن کریم نے اسلامی تعلیمات کو آسان و سہل بنایا ہے اور یہی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء اُمت کو ہے، ارشاد ربانی ہے: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾^⑦ ”اللہ آسانی چاہتا ہے، تنگی و مشکل نہیں۔“

ہر مشکل کے ساتھ آسانی بھی پیدا کی ہے۔^⑧ متعدد مقامات پر فرمایا ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے۔^⑨ ظاہر ہے مختلف لہجوں میں تلاوت کی اجازت آسانی پیدا کرنا ہے، اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرمایا: ﴿فَأَنشَأْنَا يَسْرَتًا يُسَارَتُكَ﴾^⑩

قرآن ایک کلام الہی ہے، جس کا اجراء عام انسانی زبانوں پر غالباً مشکل ہوتا ہے، لہذا اللسان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اجراء کر کے اس کی تعلیم کو سہل بنا دیا گیا۔

اشارۃ النص سے واضح ہوتا ہے، قرآن کریم کی مختلف لہجوں میں تلاوت منشاء قرآنی کے مطابق ہے۔

”عن أبي بن كعب رضي الله عنه قال: لقي رسول الله جبريل فقال: يا جبريل إني بعثت إلى أمة أميين منهم العجوز والشيخ الكبير والغلام والجارية والرجل الذي لم يقرأ كتاباً قط، قال يا محمد إن القرآن أنزل على سبعة أحرف“^⑪

ڈاکٹر صلاح الدین

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے ملاقات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام میں ایسی امت کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، جو امی ہے، اور اس میں بوڑھے، عمر رسیدہ، غلام افراد بھی ہیں، جو قرآن کریم کی تلاوت (ایک لہجہ) میں نہیں کر سکتے ہیں، تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد ﷺ قرآن کریم کو سات (قرآات) (لہجوں) میں تلاوت کیا جاسکتا ہے۔“

یعنی آپ ﷺ کی خواہش پر مختلف قراءات کی اجازت دی گئی اور خواہش کا سبب کمزوروں کے لئے آسانی ہے، اسی صحابی سے دوسری روایت میں مکمل تفصیل سامنے آتی ہے۔

عن أبي بن كعب رضى الله عنه أن النبي ﷺ كان عند أعضاء بني غفار، فأتاه جبريل عليه السلام فقال: إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرف فقال: أسأل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك، ثم أتاه الثانية فقال: إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على حرفين فقال: أسأل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك ثم جاءه الثالثة فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على ثلاثة أحرف فقال: أسأل الله معافاته ومغفرته وإن أمتي لا تطيق ذلك ثم جاءه الرابعة فقال إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على سبعة أحرف، فأبىما حرف قرؤا عليه فقد أصابوا ⑥

ت

آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت طاقت نہیں رکھتی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قراءات میں تلاوت قرآن کریم کی اجازت دے دی اور واضح فرمایا کہ جملہ قراءات میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے حق پر ہیں۔ ظاہر ہے یہ اجازت سب کے لئے ہے اور قیامت تک آنے والی امت کے افراد کے لئے ہے۔

عن ابن عباس رضى الله عنهما: أن رسول الله ﷺ قال: أقرأني جبريل على حرف فراجعته فلم أزل أستزيدة ويزيدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف ⑦

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، یہی وجہ ہے عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف لہجوں میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اختلاف کی صورت میں آپ ﷺ سے رابطہ فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ انہوں نے ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کی تلاوت کے لہجہ پر اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے دونوں سے جدا جدا لہجہ میں تلاوت سنی اور دونوں کے بارے میں فرمایا:

كذلك أنزلت ⑧ ”یعنی دونوں قراءات درست ہیں۔“

اسی طرح ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں مختلف قراءات کے اختلاف کے بارے میں فحسین النبی ﷺ شانہما، کہہ کر دونوں کی تحسین فرمائی۔ نبی ﷺ نے جس عمل کی تحسین فرمائی، امت کا کوئی فرد اس کی تکذیب نہیں کر سکتا۔ مختلف قراءات کے جواز پر بے شمار ⑨ صحیح احادیث موجود ہیں، جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں ۲۱/ صحابہ سے یہ روایت منقول ہے ان میں:

ابی بن کعب، انس، حذیفہ بن الیمان، زید بن ارقم، سمرة بن جندب، سلیمان بن صرد، ابن عباس، ابن مسعود، عبد الرحمن بن عوف، عثمان بن عفان، عمر بن الخطاب، عمرو بن ابی سلمہ، عمرو بن العاص، معاذ بن جبل، ہشام بن حکیم، ابی بکرہ،

حجۃ اہمیت و تعامل امہ
ابن جہیم، ابی سعید الخدری، ابی طلحہ الانصاری، ابی ہریرۃ اور ابی ایوب رضی اللہ عنہما شامل ہیں اور جسے صحابہ کی اتنی بڑی تعداد نقل کرے اسے خبر متواتر کہا جاتا ہے جس کا انکار گمراہی ہے۔

قرائت القرآن کا انکار

آج ایک طبقہ جو حجیت حدیث کا منکر ہے وہ اپنے نظریات کو درس قرآن اور فہم قرآن کے نام پر فروغ دے رہا ہے اور قراءت قرآن کے انکار کا مرتکب ہو رہا ہے اور یہ تاویل پیش کر رہا ہے کہ یہ سہولت تھی جو کہ آپ ﷺ کے زمانہ تک محدود تھی، حالانکہ مصحف عثمانی کی ترتیب اور رسم خط ان کے افکار کی تردید کے لئے کافی ہے۔

جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

”قال يوما وهو على المنبر اذكر الله رجلا سمع النبي ﷺ قال إن القرآن أنزل على سبعة أحرف كلها شاف وكاف لما قام، فقاموا حتى لم يحصوا فشهدوا بذلك فقال عثمان وأنا أشهد معهم“

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک روز منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا میں آپ لوگوں کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، جنہوں نے آپ ﷺ سے یہ الفاظ سنے ہوں، ان القرآن أنزل..... وہ کھڑے ہو جائیں، اس پر صحابہ کی اتنی بڑی جماعت کھڑی ہو گئی جن کا شمار مشکل ہو گیا اور سب نے اس پر گواہی دی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اس پر گواہ ہوں۔“

آپ ﷺ نے صحابہ سے گواہی کیوں لی؟ یہ عمل ثبوت ہے کہ اس زمانہ میں بھی کچھ لوگوں کو قراءت کے حوالہ سے شبہ پیدا ہوا ہوگا، لہذا لوگوں کی اور اپنی شہادت کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کو فتنہ کر دیا۔

در اصل علم قراءت سماع کی بنیاد پر ہے۔ بعض نے متعدد قراءت کا آپ ﷺ سے سماع کیا اور اپنے شاگردوں کو اس کی تعلیم دی یہاں تک کہ دیگر فنون کی طرح کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو فتنہ قراءت کے لئے وقف کر لیا، جنہیں آئمہ قراءت تسلیم کیا گیا ہے۔

بعض مستشرقین جنہوں نے قرآن و علوم القرآن کو موضوع بحث بنایا ہے وہ اس بار یک فرق کو نہ سمجھ سکے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ بعد کے ادوار میں تشکیل پانے والا علم ہے ان میں سے ایک نام گولڈزیر کا ہے۔

وہ لکھتا ہے قرآن کریم کے متن پر نقطے اور اعراب نہیں تھے، اس لئے علم قراءت کے اختلافات وجود میں آ گئے، لوگوں نے اپنی اپنی مرضی کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی تھی۔

حالانکہ صحابہ تو کجا کسی معمولی مسلمان سے بھی اس ہوائے نفس کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے، فن قراءت میں امام اسے ہی تسلیم کیا گیا ہے جس میں تین علامات ہوتی تھیں۔

① ضبط کی صلاحیت

② امانت دار

③ اس فن پر طویل زمانہ تک محنت کی ہو اور عمر کا ایک حصہ صرف کیا ہو

قراءات متواترہ سات تک شمار کی گئی ہیں، باقی تین شاذ ہیں، اہل علم کے ایک طبقہ کی رائے ہے، اختلاف قراءت مکہ میں نہیں تھی، جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہاں فقط قبیلہ قریش تھا، جب آپ مدینہ آئے تو یہاں مختلف قبائل سے واسطہ پڑا اور ان کے لہجے بھی جدا جدا تھے، غالباً یہی وجہ ہے جو بھی روایات اس حوالہ سے منقول ہیں وہ سب

مدینہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام قراء متواتر انداز میں آپ ﷺ سے ہم تک پہنچی ہیں، ان کی ائمہ کی جانب نسبت مجازاً ہے، ان قراءت سے نہ صرف قرآن کریم کا اعجاز نمایاں ہوتا ہے بلکہ آپ ﷺ کا معجزہ بھی ہے، اس کا سیکھنا سکھانا فرض علی الکفایہ ہے۔ اس کا انکار گمراہی ہے اور امت کے تعامل کے انحراف ہے۔
اللہ سے دعا ہے ہم سب کو کامل ایمان کے ساتھ زندہ رہنے اور دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حواشی و حوالہ جات

- ① اس موضوع پر قدیم ترین کتاب قتادہ رحمہ اللہ [م ۱۱۸ھ/۷۲۶ء] کی عواشا القرآن اور عمرو بن عبید المعنزلی رحمہ اللہ [۸۰ھ/بمطابق ۶۹۹ء/۱۳۲ھ] نے ایک رسالہ أجزاء ثلاثہ ومائۃ وستین کے نام سے لکھا تھا۔
- ② سزگین، محمد نواز، تاریخ علوم اسلامیہ مترجم شیخ نذیر حسین، پاکستان ریسرچز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۱۹۹۶ء، ج ۱، ص ۱۵
- ③ اس موضوع پر عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ نے کتاب المقطوع والموصول لکھی، اس طرح شیبہ بن انساح المدنی رحمہ اللہ [م ۳۰۹ھ/۷۷۷ء] نے کتاب الوقوف لکھی، ان کے استاذ ابو عمرو بن العلاء رحمہ اللہ نے کتاب الوقف والابتداء لکھی۔
- ④ اس موضوع پر امام حسن بصری رحمہ اللہ [م ۱۱۰ھ/بمطابق ۷۲۸ء] نے کتاب العدد لکھی۔
- ⑤ اس موضوع پر ابو عمرو یحییٰ بن الحارث الذماری رحمہ اللہ [م ۱۲۵ھ/بمطابق ۷۹۲ء] نے رسم المصحف کے نام سے تحریر کی۔
- ⑥ القرآن، سورہ ک، آیت ۹
- ⑦ القرآن، سورہ ک، آیت ۱۰۷
- ⑧ جاحظ، البیان والتبيين: ۲۸/۲
- ⑨ تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: آپ ﷺ کی گفتگو و خطاب کا طریقہ سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں، مطبوعہ مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان، علامہ شبیر احمد عثمانی، کراچی، ۲۰۰۷ء، ص ۲۱۰-۲۱۳
- ⑩ سزگین، محمد نواز، تاریخ علوم اسلامیہ: ۱۶/۱، ابن الجوزی کی طبقات القراء، ۳۳۳:۱ اور مباحث فی علوم القرآن صحیحی صالح رحمہ اللہ کی، ص ۲۲۸
- ⑪ اس حوالہ سے ایک طویل کتابیات میرے غیر مطبوعہ پی ایچ ڈی مقالہ: علماء دیوبند کی قرآنی خدمات میں بھی موجود ہے۔

جیت قراءات، اہمیت و تعامل امہ

(۴) اعظمی، قاری ابوالحسن رحمہ اللہ، دارالعلوم دیوبند اور خدمات تجوید و قراءات، دارالعلوم دیوبند، ۱۴۰۶ھ اور محبوب رضوی

رحمہ اللہ کی تاریخ دارالعلوم دیوبند، انڈیا، ۱۹۷۸ء، ج ۲، ص ۲۵۵

(۵) اعظمی، مولانا فضل الرحمن، تاریخ جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل ادارہ تالیفات اشرفیہ، لاہور، ۱۴۲۰ھ، ص ۲۳۷، ۲۴۰،

۲۷۹، ۲۸۰

(۶) اعظمی، ابوالحسن، تیسیر القراءات فی السبع المتواترات، مکتبہ صوت القرآن، دیوبند، ۱۴۰۶ھ، ص ۷

(۷) ایضاً

(۸) مجمع الزوائد: ۱۵۱/۷، ۱۵۳

(۹) اعظمی، ابوالحسن، النفحة الجميلة شرح قصيدة العقيلة، مکتبہ صوت القرآن، دیوبند، انڈیا، ۱۹۸۲ء، ص ۵

(۱۰) خط کی بارہ قسمیں بیان کی گئی ہیں: (۱) معقلی (۲) قیرآ موزی (۳) جبری (۴) کوئی (۵) نسخ،

(۶) ثلث (۷) ریحان (۸) تویع (۹) محقق (۱۰) رقاع (۱۱) تغلیق (۱۲) نستعلیق، تفصیل کے لئے دیکھئے:

تسهیل البیان فی رسم خط القرآن، نذر محمد مکتبہ صوت القرآن، دیوبند، ۱۳۵۵ھ، ص ۹

(۱۱) خط اور رسم خط کا فرق ان مثالوں سے واضح ہے، العالمین الرحمن، الصلحت، یہ قرآنی رسم خط ہے، جسے

رسم عثمانی بھی کہا جاتا ہے۔ اسے اس خط میں بھی لکھا جاسکتا ہے، العالمین الرحمن الصالحات، یہ تلفظ

کے مطابق درست ہے، لیکن قرآنی رسم خط کے خلاف ہے۔

(۱۲) مثلاً سورہ الحج: آیت ۱۱، میں ومن الناس من یعبدا اللہ علی حرف بمعنی علی وجہ واحد

(۱۳) مثلاً سورہ النساء: آیت ۴۶، میں یحرفون الکلم عن مواضعہ

(۱۴) عبیدات، الدكتور، محمود سالم رحمہ اللہ، دراسات فی علوم القرآن، دارعمار، اردن، ۱۹۹۰ء، ص ۱۵۳

(۱۵) نذر محمد رحمہ اللہ، تسهیل البیان فی رسم خط القرآن، مکتبہ صوت القرآن، دیوبند، ۱۳۵۵ھ، ص ۲۸

(۱۶) جیسے سورہ بقرہ، ۲۶۱، میں استعمال ہوا ہے۔

(۱۷) سیوطی، جلال الدین رحمہ اللہ، الاقنآن فی علوم القرآن، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلی، ۱۹۵۱ء، ج ۱، ص ۴۸۲

(۱۸) نذر محمد رحمہ اللہ، تسهیل البیان فی رسم خط القرآن، ص ۵۳

(۱۹) ایضاً، ص ۵۳، ۵۴

(۲۰) الزرکشی، بدرالدین رحمہ اللہ، البرهان فی علوم القرآن، مطبعة عیسی البابی، الحلی، مصر، ج ۱، ص ۲۱۲، اور مقدمہ

تفسیر الطبری، ج ۱، ص ۵۷

(۲۱) عبیدات، الدكتور، محمود سالم رحمہ اللہ، فی علوم القرآن، ص ۱۲۱۲

(۲۲) ایضاً، ص ۱۲۳

(۲۳) سورہ بقرہ: ۱۸۵

(۲۴) سورہ الم نشرح: ۵-۶

(۲۵) سورہ القمر: ۱۷، ۲۲، ۲۰

③ سورہ مریم: ۹۷، سورہ الدخان: ۵۸

④ ابی عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ، جامع ترمذی، حدیث نمبر ۲۹۴۲ اور جامع الأصول: ۴۸۳/۲

⑤ مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ، صحیح مسلم، ج ۶، ص ۱۰۳-۱۰۴، حدیث نمبر ۱۹۰۳-۱۹۰۴، اور سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۴۷۷،

سنن نسائی، کتاب الصلوٰۃ، ج ۲، حدیث نمبر ۱۵۲، سنن ترمذی، کتاب القراءات، باب ماجاء فی أن

القرآن أنزل علی سبعة أحرف، حدیث نمبر ۲۹۴۵

⑥ البخاری، محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ، صحیح البخاری، ج ۳، ص ۲۲۷، حدیث نمبر ۴۹۹۱، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۸۹۹، مسند

احمد، ج ۱، حدیث نمبر ۲۶۳

⑦ البخاری، محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ، صحیح البخاری، ج ۶، ص ۱۸۵، فتح الباری، لابن حجر عسقلانی، ج ۱۰،

۳۹۹۹

⑧ احمد بن حنبل رحمہ اللہ، مسند احمد، ج ۵، حدیث ۱۲۷، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۹۰۳

⑨ السیوطی، جلال الدین رحمہ اللہ، الاتقان فی علوم القرآن، مکتبہ مصطفى البابی الکلی، مصر، ۱۹۵۱، ج ۱، ص ۴۵،

ایضاً

⑩ الحسن، الدكتور محمد علی رحمہ اللہ، المنار فی علوم القرآن، مطبعة الشرق عثمان، ۱۹۸۳ء، ص ۵۷